گھر بنانے کے لیے رکھی رقم اور پلاٹ کی وجہ سے حج فرض ہوگا؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے یہاں گورنمنٹ کی طرف سے حج 2025 کی رقم 4 لاکھ ہے، میرے پاس تین لاکھ نوے ہزار کی رقم تو بینک اکاؤنٹ میں ہے، یہ رقم میں نے گھر خریدنے کیلئے رکھی ہے کیونکہ ابھی میں والد صاحب کے ساتھ ان کے گھر میں رہتا ہوں جو کہ چھوٹا ہے، اسی کے ساتھ میرا ایک پانچ لاکھ کا پلاٹ بھی ہے. جس کو میں نے گھر بنانے کیلئے ہی خریدا ہے یعنی اس پلاٹ کی رقم اور بینک میں رکھی اماؤنٹ سے میں اپنا گھر خرید کر بناؤں گا، اب ایسی صورت میں کیا مجھ پر حج فرض ہوگا یا نہیں؟

جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں جب تک گورنمنٹ کی طرف سے حج کے فارم جمع ہو رہے ہوں، یا پرائیوٹ پیکج میں جانے کی استطاعت ہونے کے ساتھ جب تک پرائیویٹ طور پر حج کے لیے جانا ممکن ہو، اس وقت کے شروع ہونے تک اگر یہ رقم اور پلاٹ آپ کے پاس موجود ہوں تو آپ پر حج کرنا فرض ہوگا اور اگر پلاٹ بیچ کر حج کرنا پڑے تو پلاٹ بیچ کر اس کی رقم سے حج کرنا لازم ہوگا، کیونکہ جس کے پاس ضرورت سے زائد کرنسی، سونا، چاندی موجود ہو، یا رہائش کے علاوہ کوئی اضافی پلاٹ موجود ہو کہ جو اُسے حج کیلئے آنے جانے، نیز وہاں کھانے پینے اور رہائش کے ضروری اخراجات اور اتنی مدت کے لئے اس کے اہل وعیال کے نان نفقہ کے اخراجات کو کافی ہوں تو اس پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ لہذا صورت مسئولہ میں آئندہ ذاتی گھر خریدنے کیلئے رکھی رقم یا پلاٹ رکھنے کی ضرورت کا عذر قابل قبول نہیں ہوگا، اور آپ بغیر کسی شرعی عذر کے حج میں تاخیر کرنے اور حج کے علاوہ کسی کام میں وہ رقم خرچ کرنے کے سبب گنہگار بھی ہوں گے۔ ہاں البتہ اگر آپ گورنمنٹ کی طرف سے فارم جمع ہونے سے پہلے ہی اپنے لئے گھر خریدنے اور اُسے بنانے میں رقم خرچ کر دیتے ہیں اور پھر اگر اس کے بعد ضرورت سے زائد اتنی رقم یا پلاٹ نہیں بچتا کہ اس رقم یا پلاٹ کو بیچ کر آپ پرائیوٹ یا

گورنمنٹ کے ذریعے حج ادا کر سکیں تو اب آپ پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اور استطاعت نہ ہونے کے سبب حج بھی فرض نہیں ہوگا۔

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ بہارِ شریعت میں حج فرض ہونے کی ساتویں شرط بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "سفرِ خرچ کا مالک ہو اور سواری پر قادر ہو۔۔۔ سفر خرچ اور سواری پر قادر ہونے کے یہ معنی ہیں کہ یہ چیزیں اُس کی حاجت سے فاضل ہوں یعنی مکان و لباس و خادم اور سواری کا جانور اور پیشہ کے اوزار اور خانہ داری کے سامان اور دَین سے اتنا زائد ہو کہ سواری پر مکہ معظمہ جائے اور وہاں سے سواری پر واپس آئے اور جانے سے واپسی تک عیال کا نفقہ اور مکان کی مرمت کے لیے کافی مال چھوڑ جائے اور جانے آنے میں اپنے نفقہ اور گھر اہل و عیال کے نفقہ میں قدرِ متوسط کا اعتبار ہے نہ کمی ہو نہ اِسراف۔ عیال سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا نفقہ اُس پر واجب ہے، یہ ضروری نہیں کہ آنے کے بعد بھی وہاں اور یہاں کے خرچ کے بعد کچھ باقی بچے۔ (بہار شریعت، جلد 1، حصہ 6، صفحہ 1039-1040، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

لباب المناسک اور اس کی شرح میں ہے: "(ومن له مال يبلغه) اى الى مكة ذهابا وايابا (ولا مسكن له ولا خادم) أى والحال انه ليس له سكن ياوى اليه، ولا عبد يخدمه۔۔۔ وهو محتاج الى كل منهما او احدهما (فليس له صرفه اليه) أى صرف المال الى ما ذكر من المسكن والخادم (ان حضر الوقت) أى وقت خروج اهل بلده للحج فانه تعين اداء النسک عليه فليس عليه ان يدفعه عنه اليه (بخلاف من له مسكن يسكنه لا يلزمه بيعه) و الفرق بينهما ما فى البدائع وغيره عن ابى يوسف انه قال اذا لم يكن له مسكن ولا خادم، وله مال يكفيه لقوت عياله من وقت ذهابه الى حين ايابه وعنده دراهم تبلغه الى الحج لا ينبغى ان يجعل ذالک فى غير الحج فان فعل اثم لانه مستطيع بملک الدراهم، فلا يعذر فى الترک، ولا يتضرر بترک شراء المسكن والخادم، بخلاف بيع المسكن والخادم فانه يتضرر ببيعهما (وان كان له مسكن فاضل۔۔۔ يجب بيعه ان كان به) أى بثمنها (وفاء بالحج) أى بنفقة اداء الحج" ترجمہ: اور جس کے پاس مال ہو کہ جو اُسے مکہ مکرمہ تک جانے اور وہاں سے واپس آنے کیلئے کافی ہو اور اس کے پاس گھر نہ ہو اور نہ ہی خادم ہو یعنی حالت یہ ہو کہ اس کے پاس گھر نہ ہو جس میں وہ رہائش اختیار کرے اور نہ ہی خادم ہو جس سے خدمت لے اور ان دونوں کی یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی حاجت بھی ہے تو اس کیلئے اپنے مال کو گھر اور خادم میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے، جبکہ وقت آجائے یعنی شہر والوں کے حج کیلئے جانے کا وقت ہو جائے کیونکہ اس صورت میں اس پر حج کی ادائیگی متعین ہو جائے گی تو اب اس کیلئے ادائیگی حج کو اپنے سے دور کر کے

دوسرے کام میں رقم خرچ کرنا جائز نہیں ہوگا، برخلاف اس شخص کے کہ جس کے پاس گھر ہے جس میں وہ رہتا ہے تو حج کی ادائیگی کیلئے اس گھر کو بیچنا اس پر لازم نہیں۔ ان دونوں مسئلوں میں کہ جو بدائع الصنائع وغیرہ میں امام ابو یوسف سے مروی ہے فرمایا کہ جب کسی کے پاس گھر نہ ہو اور نہ ہی خادم ہو اور اس کے پاس اتنا مال ہے کہ اس کے جانے کے وقت سے لے کر واپس آنے تک اس کے اہل وعیال کے نفقہ کو کافی ہو اور اس کے پاس اتنے درہم ہیں کہ حج تک پہنچ جائے تو اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ حج کے علاوہ میں خرچ کرے، اگر اس نے حج کے علاوہ میں خرچ کیا تو گنہگار ہوگا کیونکہ درہم کے ملکیت میں ہونے کی وجہ سے وہ حج کی استطاعت رکھنے والا ہوگا اور حج کو ترک کرنے میں کوئی عذر بھی نہیں ہے اور نہ ہی گھر اور خادم کے نہ خریدنے میں کوئی نقصان ہے، برخلاف کہ جو گھر اور خادم اس کے پاس موجود ہیں ان کو بیچ کر جانے میں اس کا نقصان ہے (تو حج کی ادائیگی کیلئے ان کو بیچنا لازم نہیں، ہاں البتہ) اگر اس کے پاس زائد مکان ہو تو اب اس کو بیچنا اس پر لازم ہوگا، جبکہ اس رقم سے حج کی ادائیگی ہو سکتی ہو۔ (لباب المناسک مع شرحہ، صفحہ 48، 49، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بدائع الصنائع میں ہے: ”ثم ما ذکرنا من الشرائط لوجوب الحج من الزاد، والراحلة، وغير ذلك يعتبر، وجودها، وقت خروج أهل بلده حتى لو ملك الزاد، والراحلة في أول السنة قبل أشهر الحج، وقبل أن يخرج أهل بلده إلى مكة فهو في سعة من صرف ذلك إلى حيث أحب؛ لأنه لا يلزمه التأهب للحج قبل خروج أهل بلده؛ لأنه لم يجب عليه الحج قبله، ومن لا حج عليه لا يلزمه التأهب للحج فكان بسبيل من التصرف في ماله كيف شاء، وإذا صرف ماله ثم خرج أهل بلده لا يجب عليه الحج“ ترجمہ: پھر ہم نے حج کے واجب ہونے کی جو شرائط ذکر کیں یعنی زادِ راہ اور سواری وغیرہ، تو ان کے پائے جانے کا اعتبار شہر والوں کے حج کے لئے نکلنے کے وقت ہوگا یہاں تک کہ اگر کوئی شخص سال کے شروع میں اشہر حج سے پہلے اور شہر والوں کے مکہ مکرمہ کی طرف جانے سے پہلے زادِ راہ اور سواری کا مالک ہو جائے تو اسے اختیار ہوگا کہ وہ اس رقم کو جہاں چاہے خرچ کر دے کیونکہ شہر والوں کے نکلنے سے پہلے اس پر حج کی تیاری کرنا لازم نہیں کیونکہ اس سے پہلے حج لازم نہیں ہوتا اور جس پر حج لازم نہ ہوا ہو اس پر حج کی تیاری کرنا بھی لازم نہیں، تو یہ اپنا مال جہاں چاہے خرچ کر سکتا ہے اور جب اس مال کو خرچ کر دیا پھر شہر والے حج کے لئے نکلے تو اب اس پر (استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے) حج لازم نہیں ہوگا۔ (بدائع الصنائع، جلد 2، فصل شرائط فرضیۃ الحج، صفحہ 125، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بہارِ شریعت میں ہے: ”اگر مکان ہے مگر اس میں رہتا نہیں۔۔۔ تو بیچ کر حج کرے اور اگر اس کے پاس نہ مکان ہے نہ غلام وغیرہ اور روپیہ ہے، جس سے حج کر سکتا ہے، مگر مکان وغیرہ خریدنے کا ارادہ ہے اور خریدنے کے بعد حج کے لائق نہ بچے گا، تو فرض ہے کہ حج کرے اور باتوں میں اُٹھانا گناہ ہے یعنی اس وقت کہ اُس شہر والے حج کو جا رہے ہوں اور اگر پہلے مکان وغیرہ خریدنے میں اُٹھا دیا، تو حرج نہیں۔“ (بھارِ شریعت، جلد1، حصہ6، صفحہ1042، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FAM-605

تاریخ اجراء: 09 جمادی الاخری 1446ھ/12 دسمبر 2024ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com | daruliftaahlesunnat | DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat | feedback@daruliftaahlesunnat.net